

محبت اور حسد
نمبر 3516
ایک وعظ
شائع شدہ بروز جمعرات، 15 جون، 1916
بیان کردہ سی۔ ایچ۔ سپرجین کے ذریعہ
میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوینگٹن میں

”محبت موت کی مانند قوی ہے؛ حسد قبر کی مانند ہے رحم ہے۔“
غزل الغزلات 8:6

جب اس آیت کو اس کے سب سے فطری مفہوم میں لیا جائے، تو یہ یقینی طور پر مخلوقی محبت پر صادق آتی ہے۔ یہ ایک عظیم، سب کو مسخر کر لینے والا، اور ناقابل مزاحمت جذبہ ہے۔ حتیٰ کہ دوستی کی محبت نے بھی بسا اوقات خود کو ”موت کی مانند قوی“ ثابت کیا ہے۔ ”اس سے زیادہ محبت کسی کی نہیں کہ وہ اپنے دوست کے لیے اپنی جان دے دے۔“ بعض ایسے بھی ہوئے ہیں جو اپنے دوستوں کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار تھے۔

فرزند محبت بسا اوقات قبر کی دہشتوں پر غالب آ گئی ہے۔ تاریخ میں ایسے خوشگوار واقعات درج ہیں، جو آدمیوں کے سنہری کارناموں میں لکھے جانے کے لائق ہیں، جن میں بھائیوں اور بہنوں کو اس پر مسابقت کرتے دیکھا گیا کہ کون پہلے جان دے، شاید کہ اس قربانی سے کسی بھائی کی بیش قیمت جان محفوظ رہ سکے۔

کیسا عظیم جذبہ محبت ماں کے دل میں جوش مارتا ہے! تمہیں وہ مشہور قصہ یاد ہوگا، جس میں ایک ماں کے بچے کو یسوعی مبلغ نے اس سے جدا کر کے والدین سے دور تربیت کے لیے لے لیا۔ وہ دریا عبور کر گئی، اور گھنے جنگلوں سے گزری، جنہیں ناقابل عبور سمجھا جاتا تھا، اور فقط رات کے تارے کی رہنمائی میں آگے بڑھی، یہاں تک کہ وہ اس جگہ پہنچ گئی جہاں اس کا بچہ تھا۔ جنگلی درندوں اور زہریلے سانپوں، سیلابوں اور جھاڑیوں، ظالم انسانوں اور بے رحم ایذا رساں کے خوف کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے، فقط اس امید میں کہ وہ اپنے بچے تک پہنچ سکے۔

کیا ایسے واقعات نہیں ہوئے جہاں سخت سردیوں کی طوفانی رات میں ایک ماں نے اپنے شیر خوار کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا، اور خود کو برفانی ہواؤں کے حوالے کر دیا، حتیٰ کہ اپنی جان کی قربانی دے دی کہ اس کا معصوم بچہ زندہ رہ سکے؟ بے شک، محبت نے بار بار خود کو موت کی مانند قوی ثابت کیا ہے۔ محض وہ معمولی جذبہ، جو عام مرد و عورت کے سینوں میں ایک دوسرے کے لیے جلتا ہے، اس نے بھی اپنی استقامت کو اس والہانہ ایثار میں ثابت کیا ہے، جس نے کسی نتیجے کی پرواہ نہ کی، کسی تکلیف سے نہ گھبراہٹ، اور کسی برداشت کی حد نہ رکھی، بلکہ زندگی کو بھی ایک عظیم خدمت میں قربان کرنے کے لائق سمجھا۔

اور ہم اپنے متن کے دوسرے جملے کے اثبات میں بھی کئی تلخ شہادتوں سے بے بہرہ نہیں۔ حسد بار بار خود کو ”قبر کی مانند بے رحم“ ثابت کر چکا ہے۔ تمہیں بس اپنی یادداشت میں سب سے بولناک قتل کے واقعات تازہ کرنے ہیں، یا اگر چاہو تو تاریخ اقوام کے اوراق کو کھنگالو، تم دیکھو گے کہ سب سے انتقامی اور سنگدلانہ جرائم کی جڑ میں حسد ہی کارفرما رہا ہے۔

جب حسد اپنی تیز دھار دانتوں کو کسی انسان کے دل پر گاڑ دیتا ہے، تو اس کی عقل ماند پڑ جاتی ہے۔ دیوانگی اس کی فہم و فراست پر قبضہ کر لیتی ہے۔ ایک پختہ ارادہ، جس کا تصور وہ کسی متوازن فہم و ادراک کے تحت کبھی نہ کرتا، اسے اکساتا ہے، تدبیریں باندھتا ہے، اور بنا کسی غور و خوض کے، ایک بولناک گناہ کا ارتکاب کر گزرتا ہے، جب حسد ظالمانہ گھڑی پر حکمرانی کرتا ہے۔ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں، اور اس پر افسوس کرتے ہیں—کوئی انتقام ایسا تلخ، ایسا بدنیت، ایسا شریعت شکن نہیں پایا گیا، جسے حسد نے نہ ڈھایا ہو۔ قبر کی مانند بے رحم، یہ نہ جوانی کو بخشتی ہے، نہ حسن کو، نہ شہرت کی پروا کرتی ہے، نہ دولت کی، بلکہ ہر ایک کو اپنی شکار گاہ میں کھینچ لیتی ہے۔

مگر یہ چیزیں، جو محض فطرت کے مظاہر ہیں، مسیحی خادم کے لیے کوئی خاص فکر کا باعث نہیں۔ وہ ان موضوعات کو اس لیے چھیڑتا ہے کہ یہ تم سے، اے آدم زاد، تعلق رکھتے ہیں۔ وہ آدمیوں سے کلام کرتا ہے۔ اسے یسوع مسیح کی نجات کا پیغام دینا ہے۔ انسانی ذہن کے ان اسرار و رموز کو کھوجنا زیادہ تر کسی فلسفی کا کام ہے، بہ نسبت کسی وفادار بشارت دینے والے کے۔ ہمارا منصب تو یہ ہے کہ ہم ان باتوں کو روحانی طور پر سمجھیں۔

یہ غزل الغزلات روحانی ہے، ورنہ اس کا ہماری توجہ پر کوئی حق نہ ہوتا، بلکہ اس کا الہام ہی ناقابل یقین ٹھہرتا۔ ہم یہ تصور نہیں کر سکتے کہ روح القدس نے ہمیں یہ غزل محض اس لیے عنایت کی ہو کہ ہم مشرقی تمثیلات کے استعارات اور تشبیہات سے محظوظ ہوں۔ ضرور اس میں ایک گہرا اور مخفی مفہوم ہے۔

اب ہمارا ایمان ہے کہ یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ محبت اور حسد کی دو اعلیٰ روحانی صورتیں ہیں، اور ہمارا متن ان دونوں کی وضاحت میں نہایت روشن ہے—اول، مقدسین کی محبت اور حسد جو وہ مسیح کے لیے رکھتے ہیں، اور دوم، مسیح کی محبت—اور حسد جو وہ اپنے مقدسین کے لیے رکھتا ہے۔ ہم ابتدا کریں گے

I.

مقدسین کی محبت اور حسد، جو وہ مسیح کے لیے رکھتے ہیں

مقدسین اپنے خداوند اور آقا سے محبت رکھتے ہیں، ورنہ وہ مقدسین نہ ہوتے۔ محبت ہی ان کی تقدیس کا سرچشمہ ہے۔ وہ محبت کے ذریعے مقدس ٹھہرائے گئے ہیں۔ یہی یسوع مسیح کی محبت ہے جو انہیں گناہ سے نفرت کرنے پر مجبور کرتی ہے، اور انہیں راہِ قنوسیت میں آگے لے جاتی ہے۔ روح القدس محبت کے اسی جذبہ کو استعمال کرتا ہے تاکہ ہمیں ہر ناپاک چیز سے پاک کرے، اور ہر اس شے کے لیے ہمارا شوق بھڑکائے جو مسیح کی مرضی کے مطابق ہے۔ مقدسین کو روح القدس کے وسیلہ سے مسیح کے لیے ایک ایسی محبت عنایت ہوئی ہے جو ”موت کی مانند قوی“ ہے۔

اور موت کی قوت کیسی ہے؟ ایک لمحے کے لیے غور کرو کہ موت کس قدر قوی ہے! وہ اتنی زور آور ہے کہ وہ لشکر، جو ابھی میدان میں خیمہ زن تھے، اور اپنی قوت سے ایک سلطنت کو اپنے پیروں تلے روند سکتے تھے، اسی کے شاہی فرمان کے آگے سرنگوں ہو جاتے ہیں، اور خود موت کے پیروں تلے روندے جاتے ہیں۔ جب خشایارشا اپنے سنہری تخت پر بیٹھا تھا، تو اس خیال پر رو دیا کہ جلد ہی موت اس کے لاکھوں فارسی سپاہیوں کو کاٹ گرائے گی۔ ان تمام خلائق پر جو دنیا میں پیدا ہوئیں، فقط دو کے سوا، موت نے اپنی بادشاہی کی چھڑی چلائی ہے۔ وہ اتنی زور آور ہے کہ آج تک ایک آفاقی فرمان روا کے طور پر راج کرتی آئی ہے۔ اور وہ اپنی سلطنت کی باگیں تب تک نہ چھوڑے گی، جب تک کہ وہ نہ آئے، جس کی بادشاہی کا کوئی انجام نہ ہوگا۔ وہ جو ”موت کی موت اور پاتال کی ہلاکت“ ہے۔

موت کی بادشاہت نہ فقط عالمگیر ہے، بلکہ اس کے احکام مستحکم اور فوراً نافذ ہونے والے ہیں۔ جب خدا کے حکم سے موت کسی جسم کو پکڑتی ہے، تو اس میں ذرا بھی مدافعت کی طاقت نہیں رہتی۔ زندگی کی قوت فوراً ماند پڑ جاتی ہے، نغمہ سرا زبان گنگ ہو جاتی ہے، اور ہنر مند ہاتھ ہمیشہ کے لیے ساکت ہو جاتا ہے۔ ”تب خاک خاک میں مل جائے گی، جیسا کہ وہ تھا، اور“ روح خدا کے پاس لوٹ جائے گی، جس نے اسے دیا تھا۔

طیب کی مہارت بے سود ہے، وہ موت کے وار کو روک نہیں سکتا۔ کوئی طویل محاصرہ درکار نہیں، نہ برسوں، نہ مہینوں، نہ ہفتوں کی ضرورت ہے کہ وہ آدمی کے جسمانی استحکام کے قلعہ کو فتح کرے۔ جب موت دروازہ کھٹکھٹاتی ہے، تو وہ فوراً کھل جاتا ہے۔ قیدی کو لے جانا لازم ہو جاتا ہے، چاہے وہ راضی ہو یا نہ ہو۔ طلب سخت ہے، اور اطاعت بے اختیار۔ کیا یہ نہ معلوم ہوتا کہ فطرت میں موت کی اس قوی، ناقابلِ مزاحمت قوت کی کوئی نظیر نہیں؟

دیکھو، ہمارے خداوند یسوع مسیح کی محبت کو! اے دیکھنے والو، یہ موت کی مانند قوی ہے! یہ سب مخالفوں پر غالب آ سکتی ہے، بلکہ یہ موت کو بھی زیر کر چکی ہے! اے میرے بھائیو اور بہنو، شاید تمہاری ہمت بندھ جائے اگر میں تمہیں یاد دلا دوں کہ تمہارے بعض رفیقوں نے اپنی محبت کو موت کے ساتھ مقابلہ کرنے میں آزمایا ہے۔ انہوں نے ”خون تک مخالفت کی، گناہ کے خلاف لڑتے رہے۔“ انہوں نے موت کو نہایت ظالمانہ صورتوں میں سامنا کیا۔ وہ سنگسار کیے گئے، وہ آرے سے چیرے گئے، وہ آگ میں جلانے گئے، وہ وحشی گھوڑوں کے پیچھے گھسیٹے گئے۔

ذرا اری تھوسا کے مارکس کو یاد کرو، جو بھڑوں کے ڈنکوں سے مارا گیا، یا اس مقدس مسٹر سیموئیل کو، جو اپنے قید خانے میں بھوک سے مر گیا، جہاں اسے روزانہ فقط ایک نوالہ روٹی اور ایک قطرہ پانی دیا جاتا، محض اتنا کہ اس کی زندگی آہستہ آہستہ ختم ہو! اور پھر بھی وہ لوگ، جو اس طرح موت سے ہم آغوش ہوئے، جن کے لیے سر رکھنے کو کوئی نرم تکیہ نہ تھا، جنہیں تسلی دینے کو کوئی دوست نہ تھا، اپنے آقا کی محبت میں کبھی متزلزل نہ ہوئے۔ وہ ایذا، ننگے پن، خطرات اور تلوار کے وار سہتے رہے، مگر کوئی چیز انہیں اس محبت سے جدا نہ کر سکی، جو خدا میں تھی، مسیح یسوع خداوند میں۔

کچھ نے موت کا سامنا نہ صرف بے حد ظالمانہ بلکہ نہایت تاریک صورت میں بھی کیا۔ انہیں سنسان قید خانوں میں ڈال دیا گیا، جہاں یہ تقریباً حقیقت تھی کہ ”کائی ان کی پلکوں پر آگ آتی تھی۔“ ہالینڈ میں ہمارے بھائیوں پر غور کرو، جو پروٹسٹنٹوں اور رومن کیتھولکوں دونوں کے ہاتھوں ستائے گئے! وہ سب آدمیوں میں ذلیل کیے گئے، اور انہیں ہولناک تنہائی میں موت کے گھاٹ

اتارا گیا۔ انہیں غلیظ قید خانوں میں ڈال دیا گیا، اور وہاں چھوڑ دیا گیا، یہاں تک کہ کیچڑ میں رینگنے والے گھونگھے ان کے جسموں پر سرکنے لگے، یہاں تک کہ مینڈک ان کے گرد اکٹھے ہو گئے، یہاں تک کہ ان کے لاغر بدن گل سڑ گئے، اور وہ اپنی اذیت کی ان گھناؤنی جگہوں میں فنا ہو گئے

نہ کہ وہ ربائی کے خواباں تھے، اور نہ ہی انہوں نے اپنے ضمیر کی قیمت پر آزادی تلاش کی، بلکہ وہ تو اس بات کو خوشی جانتے تھے کہ وہ مسیح کی خاطر طرح طرح کی آزمائشوں میں پڑے۔ بغیر کسی کے جو ان کی دلجوئی کرتا، بغیر کسی بھائی کی آواز کے جو ان کے ساتھ کوئی نغمہ بلند کرتا، بغیر کسی حمد کے جو انہیں کھلے عام شہادت کے سفر پر لے جاتی، اور بغیر کسی آنکھ کے جو ان پر نظر ڈالتی، سوائے ان کے آقا کی آنکھوں کے—یقیناً ان کی محبت نے ثابت کر دیا کہ وہ ”موت کی مانند قوی“ تھی۔

اس سے بھی سخت آزمائش یہ تھی کہ ان میں سے بعض نے موت کو نہایت طویل اذیت میں برداشت کیا۔ بہت سے لوگ لکڑیوں کے الاؤ پر کھڑے ہو کر ایک گھڑی کے عذاب کو صبر اور دلیری سے سہہ سکتے تھے، اور پھر ایلپاہ کے رتھ میں آسمان کی طرف صعود کر سکتے تھے، مگر آہستہ آہستہ جلا یا جانا، بھوک سے کمزور کر دیا جانا، ایک زہریلے ماحول میں بے جان کر دیا جانا، جب شہادت کا سلسلہ ایک ہفتے، ایک مہینے یا ایک سال تک دراز ہو—یہ سب کس طرح سہا جا سکتا تھا؟

یہ خدا کا فوق الفطرت فضل ہی تھا جس نے کچھ شہداء کے لیے کانٹوں کے بستر کو گلابوں کی سیج بنا دیا۔ وہ شعلوں میں خوشی سے اچھلے اور گاتے رہے۔ مریم کے دور کے ایک شہید کا وہ عظیم قول یاد کرو، جب بونر نے اس سے کہا کہ اگر وہ رجوع کر لے تو اس کی جان بخش دی جائے گی، تو اس نے جواب دیا، ”دیکھ اے بشپ، اگر میرے جسم پر جتنے بال ہیں اتنی ہی جانیں!“ ”بوتیں، تو میں اتنی ہی بار جلنے کو تیار ہوتا، مگر روم کے توہمات کے آگے سر نہ جھکاتا

ایک اور شہید کے بارے میں لکھا ہے کہ جب اس کی انگلی کو ایک شمع کے شعلے میں رکھا گیا تاکہ وہ آگ کے اس عذاب کا اندازہ لگا سکے جس کا وہ سامنا کرنے والا تھا، تو اس نے اپنے ستانے والوں سے کہا، ”اگر میرے پورے جسم میں وہی اذیت ہوتی جو میں اس وقت اپنی انگلی میں محسوس کر رہا ہوں، تب بھی میں اس ایمان کو ہرگز نہ چھوڑتا، جو میں نے خدا سے پایا ہے!“، اور نہ ہی انسان کی روایات کو قبول کرتا

پس یوں ہوتا آیا ہے کہ موت کسی پر تھوڑی تھوڑی کر کے نازل ہوئی ہے، اور اسے ہر روز ”مرنا“ پڑا ہے، جیسے پولوس رسول نے کہا، ”میں روز مر جاتا ہوں،“ اور ”بار بار موت کے خطرے میں پڑتا ہوں۔“ مگر جس محبت کو یسوع مسیح نے اپنے لوگوں کے دلوں میں بھڑکایا ہے، وہ نہ مقدار میں کم ہوئی، نہ اپنی روشنی میں مدہم پڑی۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ جتنی زیادہ مصیبتیں مسیحی کو جھیلنی پڑیں، اتنی ہی زیادہ شدت سے اس کی محبت کا شعلہ بھڑکتا گیا

کیا تم نے کبھی کسی کیمیا دان کو نہیں دیکھا، جب وہ اپنے درس کے دوران تجربہ کر رہا ہو، کہ وہ کسی سخت مادے کے چھوٹے سے ٹکڑے کو پانی میں ڈالتا ہے، اور جوں ہی وہ پانی کو چھوتا ہے، وہ جلنے لگتا ہے؟ عام حالات میں پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، مگر وہ مادہ پانی کو چھوتے ہی بھڑک اٹھتا ہے، اور وہاں جلتا ہے جیسے اور کہیں نہ جلے۔ مسیحی کی حالت بھی کچھ ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ مسیحی کی محبت کا سب سے تابناک اور شاندار پہلو کسی شدید مصیبت کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اس وقت فتح مند ہوتا ہے، جب آزمائش کا وقت اس کے سامنے آتا ہے۔

”محبت موت کی مانند قوی ہے۔“

گو تم اور میں اس زمانہ میں پیدا نہیں ہوئے، جس میں شہادت کے لعل تاج کو پہننے کی عزت نصیب ہو، تو بھی ان مقدسین کی مثال ہمیں غیرت دلانے کو کافی ہے۔ اے عزیز جوان دوست، کیا تجھے کارگاہ میں کسی کی طعنہ زنی اور تمسخر سہنا پڑا ہے، یا گھر میں کسی سخت برتاؤ کا سامنا ہوا ہے؟ شاید تو ہچکچانے لگا ہو اور پیچھے ہٹنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ پس اپنے دل میں سوچ کہ اگر تو اس قدر بھی نہ سہہ سکے، تو تیرا کیا حصہ ہے اُس محبت میں جو ”موت کی مانند قوی“ ہے؟

اگر تم میں سے کسی کو سخت آزمائش پیش آئی ہو، کہ وہ مالی مشکلات سے نکلنے کے لیے کسی ناپاک طریقے کو اختیار کرے، تو اپنے آپ سے پوچھو، وہ محبت کہاں ہے جو ”موت میں بھی مضبوط“ ہے؟ اور کیا تم اس قدر گرنے کی جرأت کرو گے؟ اگر تم اپنی راستبازی پر قائم نہ رہ سکو، تو تم میں شہداء کے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں، اور اگر تم میں مسیح کی روح نہیں، تو تم اس کے نہیں ہو۔

میں نے بعض نام نہاد ایمانداروں کو دیکھا ہے کہ جب بے وقوفوں کی ہنسی ان پر پڑتی ہے، تو ان کے چہرے کی رنگت اڑ جاتی ہے، یا جب کسی اخبار یا رسالے کا کوئی مضمون ان کے اصولوں پر سخت وار کرتا ہے، تو وہ دہشت زدہ ہو جاتے ہیں۔ تب میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر وہ لوہے کے جلیل ایام میں ہوتے، یا ان کا واسطہ اُس مکتب سے پڑتا جس کے پیشوا کیلون تھے، یا اگر

ان کے نصیب میں وکلف اور بیو لٹیمر جیسے دلیریوں کی سیاسی و معاشرتی جدوجہد میں شریک ہونا ہوتا، تو وہ کیسے پیش آتے؟ پس شجاع آباؤ اجداد کے لائق بیٹے بزدلی کے خوف کے سامنے سرنگوں نہ ہوں۔ بلکہ وہ محبت، جو ”موت کی مانند قوی“ ہے، تمہارے اعصاب کو مضبوط کرے اور تمہیں الہی جوش سے معمور کرے۔

بے شک، اے بھائیو، ہمیں بھی اس محبت کو پرکھنے کا موقع ملے گا، اگرچہ شاید کسی ذلت آمیز آگ کے الاؤ پر نہ سہی، اور نہ ہی کسی ویران قید خانے میں۔ بلکہ زندگی کے عام ابتلا اور مصائب، ہر شخص کی زندگی کے انوکھے حالات، اور وہ خاص آزمائشیں اور فریب، جو خدا کے ہر فرزند کو درپیش ہیں۔ یہ سب زندگی کو ایک سنجیدہ معاملہ بنا دیتے ہیں، کہ ایماندار کو خدا پرستی کے شایان شان جینا ہے۔ اور تم کیا خیال کرتے ہو؟ کیا مرنا کوئی بچوں کا کھیل ہے؟ اپنی دوڑ کو پورا کرنا، اور یہ جان لینا کہ اب کوئی ترمیم اور اصلاح ممکن نہیں؟

ہمارے جسم کو قبر کے خیال سے جھرجھری آتی ہے، مگر ہماری روح آخرت اور عدالت کے تصور سے لرزتی ہے۔

ہمارا ایمان مضبوط ہونا چاہیے اور ہماری رفاقت غیر متزلزل، تب ہماری محبت پائیدار ہوگی، ہاں، موت کی مانند قوی۔ جب تمہاری صحت جاتی رہے، تب بھی تمہیں اپنے بھروسے کو کھونا نہیں چاہیے۔ جسمانی قوتیں کمزور پڑ سکتی ہیں، مگر تمہارا سہارا کسی ایسی چیز پر منحصر نہیں جو ہوا کے اثر سے بدل جائے۔ وہ روح جو تمہیں تھامے ہوئے ہے، الہی ہے۔ بگڑاؤ کے ساتھ مایوسی آتی ہے، یہ دونوں بیماری یا کمزوری کے پہل ہیں۔ مگر ایمان زندہ رہ سکتا ہے۔ اور محبت ان دونوں پر غالب آ سکتی ہے۔

یسوع ایک مرتے ہوئے بستر کو
نرم کر سکتا ہے جیسے روئی کے تکیے
جب اس کے سینے پر تم اپنا سر ٹیک دو
”اور اپنی جان نرمی سے وہاں سپرد کر دو۔“

یہ وہ ہے جو مسیح کر سکتا ہے۔ مگر تم پوچھتے ہو کہ وہ کیا کرے گا؟ اگر تم اس کی حمد کے لیے جیتے ہو اور اس کی محبت میں آرام پاتے ہو، تو تم دیکھو گے کہ وہ محبت موت کی مانند قوی ہے۔ جب ظاہری انسان بگڑتا ہے، تو یہ محبت نہ ٹھنڈی ہوگی نہ کمزور۔ بلکہ تم بُغولہ کے ملک میں پہنچ جاؤ گے، اور یردن کے کنارے بیٹھ کر اپنے مالک کے آنے کا انتظار کرو گے، اور اپنے رخصت ہونے کے منظر میں بھی خوشی کے گیت اور برکت کے نغمے گاؤ گے۔ محبت موت کی مانند قوی ہے۔

میری خواہش ہے کہ ہر مسیحی اپنے دل میں غور کرے کہ آیا اس کی محبت مسیح کے لیے اس شان کے مطابق ہے جو ہونی چاہیے؟ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج کل ایک خیال عام ہو چکا ہے کہ مسیحی کمزوری کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ بشارتی یا راسخ العقیدہ کتابیں اکثر ایک کمزور طرز میں لکھی جاتی ہیں؟ کتنے ہی خدا ترس واعظین ہیں جو خالص انجیل کی تعلیم کو ایک عامیانہ انداز میں پیش کرتے ہیں! اگر تم مضبوط فہم عامہ چاہتے ہو، تو تمہیں اکثر دنیاوی رسائل میں اس کا زیادہ حصہ ملے گا بنسبت مذہبی جرائد کے۔ طاقتور قلم اور زور آور زبان اکثر غلط راہ میں استعمال ہوتے ہیں۔

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دین دار لوگوں میں یہ خیال رائج ہو چکا ہے کہ جو کچھ ہم مسیح کے لیے کریں، وہ نہایت نرمی، دھیمی آواز، اور ملائم انداز میں ہو۔ کہ ہماری دعائیں بہت ہی سنوارے ہوئے لہجے میں ہوں، ہماری گفتگو ایک مدہم سرگوشی کی مانند ہو، اور ہمارے نغمے اس قدر دھیرے ہوں کہ کسی کے اعصاب پر بوجھ نہ ڈالیں! یہ بات مجھے حقیقی مسیحیت کی روح کے سراسر خلاف اور بالکل اجنبی معلوم ہوتی ہے۔ جب تم نے دینداری کو اپنایا ہے، تو کیا تمہیں مردانگی ترک کرنی چاہیے؟ اگر کوئی چیز انسان کی فطرت کی تمام قوتوں کو بیدار کرنے اور اس کے وجود کی تمام صلاحیتوں کو جگانے کے لائق ہے، تو وہ یہی ہے کہ وہ بادشاہ یسوع کے جھنڈے تلے بھرتی ہو جائے۔

میرا آقا تمہیں بلاتا ہے کہ تم ڈرپوک، متزلزل، اور بے ترتیب خدمت نہ بجا لاؤ، بلکہ وہ تم سے تقاضا کرتا ہے کہ تم اس کی خدمت میں دلیر اور بہادر، جانباز اور مہم جو بنو۔ وہ تمہیں قوت بخشتا ہے، پس روا ہے کہ وہ تم سے محنت طلب کرے۔ واجب ہے کہ تم اس کی تمام جسمانی، روحانی، اور قلبی طاقتوں سے خدمت کرو۔

جو محبت ہم مسیح سے رکھتے ہیں، وہ محض نرمی اور مصلحت کی محبت نہ ہو، ایسی کہ جس کا اظہار صرف شائستگی کی حد میں رہے اور کھل کر بیان نہ کی جا سکے۔ نہیں! بلکہ وہ ایک زبردست اور سب کچھ مغلوب کرنے والی محبت ہو، جو کسی آندھی کی مانند انسان کو اپنی لپیٹ میں لے اور اسے بہا لے جائے۔

آہ! میں کہتا ہوں کہ یہ محبت آنکھوں کے نور سے بھی زیادہ عزیز ہونی چاہیے، یہ ہر دھڑکن کے ساتھ دھڑکنی چاہیے، یہ خون کی روانی میں گرمی پیدا کرنی چاہیے، یہ دل کو غیرت سے سلگانا چاہیے اور انسان کی روح کی سرشت کو ڈھالنی چاہیے۔

ٹھنڈے، مردہ دل یا نیم گرم شخص ہمارے آقا کی خدمت کے لائق نہیں۔ کیا شاگردوں کی محبت اپنے آقا کے لیے شوہر کی بیوی سے محبت، ماں کی اپنے بچے سے محبت، یا دوست کی دوست سے محبت سے بڑھ کر نہیں ہونی چاہیے؟ کیا یہ وہ محبت نہ ہو جو زمین پر کسی اور محبت سے بے نظیر ہو، وہ محبت جو موت کی مانند قوی ہو؟

اور اسی محبت کے ساتھ، اس کے ایک ثمر کے طور پر، غیرت بھی ظاہر ہوتی ہے۔
 ”غیرت قبر کی مانند سخت ہے۔“

جب محبت دل پر پورے طور پر قابض ہو، تو غیرت اپنے محبوب کی نگہبانی کرتی ہے۔ اگر کوئی اشتعال انگیزی ہو، تو غیرت کا بھڑکنا لازمی امر ہے۔ اگر تمہاری محبت کبھی بھی مسیح کے دشمنوں کی دشمنی یا اس کے نام لیواؤں کی بے وفائی سے غیرت میں نہیں آتی، تو یہ محبت حقیقی نہیں بلکہ کھوکھلی ہے۔

آج کل بہت سے مسیحیوں کی محبت ایسی ہے جو آرام طلب اور مصالحت پسند ہے، جو کسی غیرت کو بھڑکانے کے لائق نہیں۔
 پرانے زمانہ کے مقدسین کتنے حساس تھے، کس قدر تیزی سے ان کا غیظ و غضب بھڑک اٹھتا تھا

جب مواب کے مکروہ بعل کی پرستش اسرائیل میں کی گئی، تو موسیٰ نے قاضیوں سے کہا، ”تم میں سے ہر ایک اپنے ان آدمیوں کو قتل کرے جو بعل فغور کے ساتھ جا ملے۔“

اسی طرح جب بیابان میں سنہری بچھڑا بنایا گیا، تو تمہیں یاد ہوگا کہ موسیٰ کا غصہ بھڑک اٹھا، اور وہ لشکرگاہ کے دروازہ پر کھڑا ہو کر پکارا، ”کون خداوند کی طرف ہے؟ وہ میرے پاس آئے!“ تب لاوی کے سب بیٹے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر اس کے حکم سے، خداوند کے فرمان کے مطابق، ہر ایک نے اپنی تلوار لی اور لشکرگاہ کے دروازوں سے گزر کر اپنے بھائی، اپنے ساتھی، اور اپنے پڑوسی کو قتل کیا۔ اس دن تقریباً تین ہزار آدمی مارے گئے۔

ان کی یہوواہ کے لیے محبت نے ان میں وہ غیرت پیدا کی جو قبر کی مانند سخت تھی، اور بت پرستی کی سزا دینے میں بے رحم ثابت ہوئی۔

تمہیں یاد ہوگا کہ فینحاس بن الیعزر کے بارے میں راستبازی شمار کی گئی کہ جب زمری، جو شمعونیوں کا ایک سردار تھا، مدیانی عورت کے ساتھ گناہ میں ملوث پایا گیا، تو فینحاس نے برجھی لے کر اسے چھید دیا۔ یہی وہ غیرت تھی جو قبر کی مانند سخت تھی۔

ایلیاہ جیسے مردوں نے کبھی نرم لہجے میں یہ نہیں کہا، ”وسیع رواداری، عہد کی سچائی سے بہتر ہے۔ ہمیں یہوواہ کی عبادت کی آزادی دو، اور تمہیں بعل کی پرستش کی مکمل آزادی ملے گی۔“ نہیں! بلکہ اس نے بت پرست کابنوں کے ساتھ مقابلہ کیا۔ فیصلہ آسمان سے آگ کے ذریعے آیا، اور خوفزدہ مجمع نے اسے دیکھ کر پکارا، ”یہوواہ ہی خدا ہے!“ تب ایلیاہ نے کہا، ”بعل!“ اے نبیوں کو پکڑو؛ ان میں سے ایک کو بھی بچنے نہ دو

یہ ایک ایسے مرد کی آواز تھی جس نے خداوند سے محبت رکھی، جو اس کے نام کے لیے غیرت مند تھا، اور جس میں بت پرستوں کے خلاف مقدس غضب اور راستباز دشمنی تھی۔

لیکن اب، مسیحی عہد میں، ہم افراد کے خلاف ایسا غضب نہیں رکھ سکتے۔ ہمارے خداوند نے اپنے نمونہ سے ہمیں سکھایا کہ ہمیں ایسے لوگوں پر غصہ کرنے کی بجائے ان پر ترس کھانا چاہیے۔

مگر دوسری طرف، رب الافواج کے لیے غیرت اور ہر جھوٹے طریقہ سے نفرت میں، انجیل کے نور میں چلنے والا ایک مسیحی، پرانے عہد کے سب سے زیادہ متقی یہودی سے بھی بڑھ کر ہونا چاہیے۔

جبر و ستم ناحق ہے، کیونکہ یہ محبت کے قانون کے خلاف ہے، جس کی اعلیٰ فرمانروائی کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔

مگر سچا ایمان کبھی بے دینی کے ساتھ رفاقت نہیں رکھ سکتا۔ زندہ دینداری کو ہمیشہ شریروں کی ناراستی کے ساتھ عداوت ہوگی۔

کیا ہم سختی سے بولتے ہیں؟ شاید کسی کو اس کی خطائیں جتاننا کبھی شیریں کام نہ ہوگا۔ مگر ہم جاننا چاہتے ہیں، کیا لوتھر نے نرم الفاظ میں کلام کیا؟ کون سا شہد تھا جس کا وہ استعمال کرتا تھا؟ کیا کیلون نے نرمی اور شیرینی میں وعظ کیا؟ یا جب پیو لیٹمر نے پوپ پرستی کا سامنا کیا، تو کیا اس نے اپنے لبوں پر مخمل بچھائی اور نرم و نازک الفاظ میں اپنی بات کہی؟

اے مردو اور بھائیو، تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا کبھی کسی وطن دوست نے وطن کے غداروں کو دیکھ کر چاپلوسی کی؟ کیا کبھی عالی ہمت خیرخواہ نے ان بدکاروں سے معذرت کی، جو قوم کے نوجوانوں اور گھروں کو ناپاک کرتے ہیں؟ اور کیا یہ ممکن ہے کہ خدا کے کسی عاشق یا ایمان کے کسی دلیر محافظ نے ان لعنتی بدعتوں سے مصالحت کی ہو، جو خداوند کی شان کے لیے توہین آمیز اور گمراہ انسانوں کی رُوحوں کے لیے ہلاکت خیز ہیں؟ نہیں! بلکہ ان کی یہی فکر تھی کہ وہ روز عدالت کے دن، خون سے اپنے ہاتھ دھو کر کھڑے ہو سکیں۔

میں کلیسیا میں یہ نہیں چاہتا کہ بھائی بھائی کے ساتھ محبت میں دراڑ ڈالے، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ وہ مصنوعی محبت جو آج مسیحی کلیسیا پر لعنت بن چکی ہے، مکمل تباہ ہو جائے۔

اگر تم اس چیز کے لیے جھکاؤ رکھتے ہو جس سے مسیح نفرت کرتا ہے، اگر تمہارا آگاج پر ترس ہے جسے خدا نے ملعون ٹھہرایا، اگر تم اس گھمنڈ کو برداشت کرنا چاہتے ہو جو انسان کی بڑائی کو بڑھاتا ہے، مگر تمہارے خداوند کی عزت کو گرا دیتا ہے، تو حقیقت میں تم اپنے آقا کے ساتھ، بے خبری میں ہی سہی، مگر خیانت کر رہے ہو۔

تمہاری محبت میں فہم اور تمیز نہیں، کیونکہ اگر تمہاری محبت جوشیلی ہوتی، تو تم اس کے تاج کے جواہرات کے لیے غیرت رکھتے، اور کسی کو کلیسیا کے سر کے طور پر تسلیم نہ کرتے، سوائے اپنے خداوند کے۔

اگر تم اس سے محبت رکھتے ہو، تو تم اس کے کفارہ کے لیے غیرت مند ہو گے، اور تم ہرگز کسی اور چیز کو گناہ سے پاک کرنے کا وسیلہ نہ مانو گے، سوائے اس خون کے، جو اس نے ہمارے گناہوں کی معافی کے لیے بہایا۔

اگر تم اس سے محبت رکھتے ہو، تو تم اس کے روح القدس کے لیے غیرت مند ہو گے، اور کبھی نئی پیدائش کو کسی رسم و رواج کے کھاتے میں نہ ڈالو گے، بلکہ اس کے پاک روح کے کام کا نتیجہ مانو گے۔

اگر تم یسوع مسیح سے محبت رکھتے ہو، تو تم اس کی الوہیت کے لیے غیرت مند ہو گے، اور کبھی چند روٹی کے ٹکڑوں اور مے کے قطروں کو اس کا جسم اور خون نہ مانو گے، کیونکہ تم جانتے ہو کہ وہ اپنے جلالی بدن میں، ابدی تخت کے سامنے، زندہ و قائم ہے۔

تم محسوس کرو گے کہ گمراہی کوئی ایسی چیز نہیں جو علمی تحقیق کے لیے دلچسپی کا باعث ہو، بلکہ یہ ایک مہلک بیماری ہے جس سے کانپنا لازم ہے، اور ایک وبا ہے جس سے بچاؤ ضروری ہے۔

بیزل کے ساتھ کوئی صلح نہیں ہو سکتی، جب تک وہ اپنی بدکاری کی رفاقتوں سے محبت رکھتی ہے۔ تم ہر اس فرقہ کے خلاف مدافعت کرو گے، جو فدیہ دینے والے کے جلال کو داغ دار کرنے اور اسے اس کے رتبہ سے گرانے کی سازش کرے گا۔

"غیرت قبر کی مانند سخت ہے۔"
"سخت" یہی لفظ ہے—"غیرت قبر کی مانند سخت ہے۔"

بیشک قبر سخت ہے
یہ ذرہ برابر رحم نہیں کرتی، اور جو کچھ اس کے مالک کے ہاتھ آتا ہے، اسے مضبوطی سے پکڑ لیتی ہے۔

مسیحیوں کے طور پر ہم تمام انسانوں سے محبت رکھتے ہیں، اور ہماری محبت ہمیں ہر وقت ان کی مدد اور خدمت کرنے کے لیے آمادہ رکھتی ہے۔
کوئی نسل یا ذات، کوئی جغرافیائی حد یا قومی پہچان ہماری انسانی فلاح کی تڑپ کی حد بندی نہیں کر سکتی، جب تک کہ ہم ہر مخلوق کو خوشخبری سنانے کے اس الہی فرمان پر عمل پیرا ہیں۔

مگر باطل سے ہمیں نفرت کرنی چاہیے، اور اس کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیے، اور دن رات آرام نہ کرنا چاہیے، جب تک خداوند کا بازو اسے جڑ سے اکھاڑ نہ دے۔

یہ فطری نتیجہ معلوم ہوتا ہے مسیح سے زیادہ محبت رکھنے کا۔
کیونکہ اگر تم مسیح سے کم محبت رکھو گے، تو تمہاری باطل سے نفرت بھی کم ہوگی۔
اگر تمہیں حق سے محبت نہیں، تو تمہیں باطل سے بھی نفرت نہ ہوگی۔

تم کہو گے،
 "اوه! اس میں کیا مضائقہ ہے؟ یہ تو محض علما کی بحثیں ہیں، انہیں مدرسوں میں جھگڑنے دو"
 لیکن نہیں
 جوں ہی تم سوچنے لگو گے کہ
 "افلاس سچائی میری جان سے بھی زیادہ قیمتی ہے، یہ میرے وجود اور میری بقا سے جڑی ہوئی ہے"
 اسی لمحے تمہارے اندر وہ غیرت پیدا ہوگی جو قبر کی مانند سخت ہے۔

||

نجات دہندہ کی محبت اور اُس کی غیرت ہم پر

ہمارا خداوند یسوع مسیح ہم جانتے ہیں کہ اُس کی محبت ہم سے ایسی ہے جو فہم سے بالاتر ہے، اور چاہے یہ سننے میں کیسا ہی کیوں نہ لگے، مگر یہ بھی سچ ہے کہ وہ اپنے لوگوں پر ایک غیرت رکھتا ہے، جو مسلسل نگرانی کرتی ہے۔

مجھے تم پر ثابت کرنے کی حاجت نہیں کہ یسوع مسیح کی محبت ہمارے لیے موت کی مانند قوی ہے۔
 اُس نے یہ ثابت کیا جب اُس نے موت کے کڑے گھونٹ چکے۔ نہ صرف انسانوں کے ہاتھوں چھوڑا گیا، بلکہ سب سے بڑھ کر اپنے خدا کے ہاتھوں بھی ترک کیا گیا۔
 جب اُس نے صلیب پر پکارا، "ایلی، ایلی، لما شہقتنی؟" تو یہ سب دکھوں کا خلاصہ تھا۔
 مگر موت اُسے ڈرا نہ سکی
 اُس نے اس کے کرب کو انتہا تک محسوس کیا، اور پھر بھی ہم سے ایسی ہی محبت رکھی جیسے پہلے، اور جیسے اب بھی رکھتا ہے، ایک لافانی شدت کے ساتھ

یہ حقیقت کہ اُس کی محبت موت کی مانند قوی ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں۔
 مگر میں جس بات کی طرف تمہاری توجہ دلاتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اُس کی غیرت قبر کی مانند سخت ہے۔
 وہ کبھی اپنے لوگوں پر ظالم نہیں، مگر جو کوئی اُس کے اور اُس کے لوگوں کے درمیان آنا چاہے، اُس کے لیے وہ سخت ہے۔
 —ہاں، قبر کی مانند سخت۔

اے میرے عزیزو، ذرا اس پر غور کرو
 ہم سب کبھی نہ کبھی اپنی خود ساختہ راستبازی پر نازاں تھے، اور یہ راستبازی ہمیں مسیح کو قبول کرنے سے روکتی تھی۔
 ہم نے اُس پر نگاہ کرنے سے انکار کیا، اُس پر توکل نہ کیا، بلکہ اپنے اعمال کی محبت میں گرفتار رہے۔
 ہم نے گمان کیا کہ ہم کم از کم دوسروں جتنے نیک ہیں، اور ہم اسی فریب میں آرام پاتے رہے۔

مگر دیکھو
 خداوند نے کس بے رحمی سے ہماری اُس راستبازی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا
 اُس نے اُسے ہرگز برداشت نہ کیا۔
 اُس نے اُسے لعنتی ٹھہرایا، اُس پر فتویٰ لگایا، اور اُسے پوری طرح مٹا دیا۔

ہم تو اُسے سنوار کر رکھنے کے آرزومند تھے، مگر اُس نے ہمیں ہرگز اجازت نہ دی
 ، اُس نے ہماری خوبصورتی کو راکھ کر دیا، اور ہمارے جلال کو شرمندگی میں بدل دیا
 !کیونکہ اُسے ہماری خود ساختہ راستبازی ہماری ناپاکی اور بے دینی سے بھی زیادہ مکروہ تھی
 اُس نے اُسے زمین کے لائق بھی نہ جانا، اور نہ ہی گوہر کے ڈھیر کے۔

!دیکھو، اُس نے ہمیں کس شدت سے سنبھالا
 ہم میں سے کئی اُس کی شریعت کے ہاتھوں قتل ہوئے۔
 ہم نے گہرائیوں سے اُس کو پکارا، مگر بظاہر اُس نے نہ ترس کھایا، نہ رحم کیا۔
 ہم دلدل میں اور نیچے اور نیچے دھنستے گئے
 ، یہاں تک کہ جب ہم نے ایوب کی کتاب اور یرمیاہ کے نوحے پڑھے
 !تو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کلمات ہمارے لیے ہی لکھے گئے ہوں

ہم نے دعا کرنے کی کوشش کی، مگر ہمارے الفاظ لوٹ کر ہمیں مایوسی کی گونج میں سنائی دیے۔
ہم خدا کے گھر گئے، مگر وہاں تسلی نہ پائی۔
ہم نے کلام مقدس کھولا، مگر کوئی وعدہ ہمیں نہ بہلایا۔
کیوں؟

!کیونکہ خداوند یسوع ہماری خود ساختہ راستبازی پر غیرت رکھتا تھا

،وہ ہمیں ایک تسلی کا کلمہ بھی نہ دیتا،
بلکہ ایک مہربان نگاہ ڈالنا بھی گوارا نہ کرتا
،یہاں تک کہ وہ پلید چیز ہمارے دل سے نکال نہ دی گئی
!جو اُس کی غیرت کو بھڑکاتی تھی

،مگر ہائے! جب اُس نے اُسے مکمل طور پر ہم سے دور کر دیا
!تب اُس نے کیسی محبت بھری باتیں ہم پر ظاہر کیں
!تب کیسے مبارک مکاشفے اُس کے فضل کے ہم پر کھلے

،مگر دیکھو، اُس نے ہمیں ایک لمحے کے لیے بھی تسلی نہ دی
،جب تک کہ اُس کی غیرت نے ان تمام ناپاک چیزوں کو فنا نہ کر دیا
جو اُس کے جلال میں شریک ہونے کا دعویٰ کرتی تھیں۔

چونکہ تب سے ہمیں اُس کے بے شمار دیدار نصیب ہوئے، مگر وہ اپنی غیرت سے باز نہ آیا۔
،آج میں نے اُن میں سے بہت سوں سے گفتگو کی، جنہوں نے حال ہی میں مسیح کو پایا
اور میں نے دیکھا کہ ان میں بہت سے وہ تھے جو شوہر یا فرزند کی موت کے ذریعے اُس کے چہرے کے طالب ہوئے۔
بلکہ بعض کے لیے یہ صرف ایک فرزند کا نقصان نہ تھا، بلکہ ایک کے بعد دوسرا، اور پھر ایک اور۔

،میں نے بار بار ایسی بیواؤں سے ملاقات کی، جنہوں نے اپنے فرزند اور اپنے شوہر دونوں کو کھو دیا
تب جا کر اُن کا دل یسوع کے سامنے جھکایا گیا۔
،وہ تب تک "قبر کی مانند سخت" ثابت ہوا، جب تک کہ اُس کی غیرت کے سبب وہ شے دور نہ ہو گئی
جس میں اُس کی مخلوق نے اپنی تسلی رکھی تھی۔

،وہ زمین کی محبت میں لپٹی ہوئی تھی
،اُس نے اپنے آپ کو دنیوی چیزوں کے حوالے کر دیا تھا
،سو پہلے ایک بیل مرجھایا، پھر دوسرا
،یہاں تک کہ کوئی زمینی سایہ باقی نہ رہا
،اور تب، اُس کی اشکبار آنکھ صلیب کی طرف اٹھی
اور تب ہی تسلی نازل ہوئی۔

،مسیح کی غیرت بے شک سخت ہے
!مگر ہائے! یہ کیسی مبارک سختی ہے
،یہ بہتر ہے کہ ہم زندگی میں لنگڑے یا شل ہو کر داخل ہوں
،اور صرف ایک ہاتھ کے ساتھ
،بجائے اس کے کہ دونوں آنکھیں اور تمام دوست و احباب رکھتے ہوئے
جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں۔
،یہ کہاں بہتر نہیں کہ ہم یہاں دردناک آزمائشوں سے گزریں
بجائے اس کے کہ ہم لذتوں کی لہروں پر بہتے ہوئے ہلاکت کی گہرائی میں جا گریں؟

،مبارک ہے وہ سختی جو ہمیں مسیح سے محبت کرنا سکھاتی ہے
اور جو ہمیں نجات دہندہ کی لافانی محبت پر آشکارہ کرتی ہے۔

!اور اے میرے عزیزو
،ہمارے رجوع لانے کے دن سے لے کر اب تک

،کتنی ہی بار ہم نے ایسی رغبتیں اور عادات اپنائیں
!جنہیں ہم نے مسیح اور اُس کے ساتھ چلنے سے زیادہ عزیز جانا

کتنا آسان ہے کہ کوئی اور چیز آ کر
،ہمارے محبوب کی جگہ لے لے
یوں کہ ہم آدھے خدا کے لیے جنیں، اور آدھے اپنے عزیزوں کے لیے۔
!مگر یہ ہرگز ممکن نہیں
،کیونکہ خداوند ہم سے اپنی ساری محبت
،اپنی ساری عبادت
اپنی ساری طاقت چاہتا ہے۔

،ہمارے عزیز ترین دوست
،وہ جن کے ساتھ ہماری خوشیاں اور غم، امیدیں اور اندیشے وابستہ ہیں
،اگر وہ ہمارے دلوں کو مسیح سے دور لے جائیں
،تو وہ یا تو ہمارے لیے آزمائش بنیں گے
یا پھر ہم سے چھین لیے جائیں گے۔

،مجھے ایک مسیحی عورت کی داستان یاد ہے
جس نے اپنے فرزند کو اپنا بُت بنا رکھا تھا۔
وہ اُس کا اکیلا بیٹا تھا، اور پھر وہ اُسے کھو بیٹھی۔
،اُس کے بعد کوئی بھی چیز اُس کے دل کو تسلی نہ دے سکی
یہاں تک کہ ایک روز وہ کویکرز کی عبادت گاہ میں گئی۔
وہاں وہ مدت تک بیٹھی رہی، اور کوئی کلمہ نہ کہا گیا۔

،پھر ایک شخص کھڑا ہوا
،اور اُس نے بس اتنا کہا
"یقیناً میں دیکھتا ہوں کہ تیرے فرزند تیرے بُت بن چکے ہیں۔"
پھر پوری عبادت کے دوران کسی اور نے ایک لفظ بھی نہ کہا۔

،مگر وہ کلام خداوند کی طرف سے تھا
اور وہ ایک کھونٹی کی مانند صحیح جگہ گاڑ دیا گیا۔
،اُسی نے اپنا کام کر دیا
اور اُس ماں کے دل کو سکون بخشا۔
،تب اُس نے اپنے نقصان کا سبب پہچان لیا
اور اپنی جان کو اُس تربیت کے سپرد کر دیا۔

،اب یہ فقط فرزندوں ہی کی بابت نہیں کہ ہم اُنہیں بت بنا لیتے ہیں
بلکہ بیس نہیں، بلکہ بے شمار چیزیں ہیں جو بتوں کی مانند ہمارے دلوں پر حکمرانی کرتی ہیں۔
!بیس کہا؟ دنیا تو بُتوں سے بھری ہوئی ہے
،اور انسان ایسا بت پرست ہے کہ اگر وہ کسی اور چیز کو بت نہ بنا سکے
،تو اپنے ہی نفس کو معبود ٹھہرا لیتا ہے
اور اپنی ہی پرستش میں جھک جاتا ہے۔

مگر خداوند یسوع
،کسی بھی دل میں بت پرستی کو ہرگز برداشت نہ کرے گا
جو اُس کا ملکیت ہو۔
،اگر وہ تم سے محبت نہ کرتا
،تو تمہیں تمہاری راہ پر چھوڑ دیتا
،مگر چونکہ اُس نے تمہیں محبت میں چن لیا ہے
،اور پھر بھی تمہارا دل بُتوں کی طرف مائل ہوتا ہے

،تو وہ تمہیں تادیب کرے گا،
اور اپنی محبت اور اپنی حاکمیت کو چھڑی کے ذریعے ظاہر کرے گا۔

بتاؤ، مجھے کیا غرض کہ تمہارے فرزند کیا کرتے ہیں؟
بجائے اس کے کہ میں اپنی اولاد کی ذمہ داری محسوس کروں؟
،اگر کوئی بچہ بازار میں شرارت کرتا ہے
تو ممکن ہے کہ میں دخل اندازی ضروری نہ سمجھوں۔
مگر تم اور میں یہ جانتے ہیں کہ ہم پر فرض ہے
کہ ہم اپنی اولاد کو نافرمانی پر سزا دیں۔

!ایسا ہی خدا کے ساتھ ہے
،اگر تم اُس کے فرزند نہ ہوتے
،تو تم اپنی مرضی کے مطابق جیتے
اور کچھ مدت کے لیے مواخذہ سے بچے رہتے۔
،مگر چونکہ تم اُس کی قوم ہو
،اس لیے تم اپنے خود مختار نہیں
اور تم پر یا صلیب آئے گی، یا لعنت۔

تمہارے بٹنوں کی محبت تمہاری برکت کو زائل کرے گی۔
کیونکہ "غیرت قبر کی مانند سخت ہے"۔

،مگر میں پھر کہتا ہوں
!یہ ایک مبارک سختی ہے
ہم اکثر ظاہری نظر سے
،کسی جراح (سرجن) کو سنگدل اور ظالم سمجھ لیتے ہیں
جبکہ وہ چاقو چلاتا ہے، اور نہایت حوصلے سے چلاتا ہے۔

،مگر اگر ہم حکمت سے سوچیں
،تو ہم سمجھیں گے کہ جراح کا چاقو ضرورت کے باعث اٹھایا جاتا ہے
،ماہرانہ طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے
،درد کم کرنے کی کوشش میں لگایا جاتا ہے
اور آخرکار صحت و شفا کے لیے برپا کیا جاتا ہے۔

،آہ! "تم کہتے ہو"
،صرف کاٹ دینا ہی میرے فرزند کی جان بچا سکتا ہے"
،اُس کی ٹانگ کو الگ کرنا لازم ہے
،وہ سڑ چکی ہے، وہ گل رہی ہے
،مگر میں اسے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا
!"یہ مجھ سے نہ ہوگا، یہ ممکن نہیں"

اور جب تم سنتے ہو
،کہ جراح نے گوشت اور ہڈی کو چیر دیا
،تو تم سوچنے لگتے ہو
!"کیسا سنگدل ہوگا وہ"

آہ! مگر کون سا زیادہ مفید ہے؟
تمہاری وہ محبت
،جو بچے کو محض احساسات کے لحاظ میں مرنے دے
یا وہ رحم
جو منت سماجت کے باوجود اُس کی ٹانگ کاٹ کر
اُس کی جان بچا لے؟

آہ! خدا کا شکر کرو جراح کے لیے
!کہ اُس کے گہرے زخم لگانے میں رحمتیں پوشیدہ ہیں
،اگر وہ کمزور پڑ جائے
تو ہمارا نقصان یقینی ہے۔

اور کیا ہمارا خدا
ہم سے ایسا ہی سلوک نہیں کرتا؟
جب وہ ہم سے اُن چیزوں کو چھین لیتا ہے
،جو ہمارے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتیں تھیں
اور جو ہمیں ہلاکت میں ڈال دیتیں؟

کہا جاتا ہے کہ ایک چھوٹا پودا
،ایک بڑے درخت کے سائے میں پروان چڑھ رہا تھا
،اور وہ درخت اُسے طوفان سے بچاتا
اور وہ پرسکون اور خوش تھا۔

اُس پودے نے دعا کی
،کہ وہ بڑا درخت بنے
اور اُس کی دعا قبول ہوئی۔

تب ایک لکڑ ہارا آیا
اور اُس بڑے درخت کو کاٹ ڈالا۔

اب وہ کمزور پودا
بارش، ہوا، برف، اور کہرے کے آگے بے یار و مددگار ہو گیا۔

،اور وہ چلایا
!ہائے افسوس"
"میری حالت کتنی دگرگوں ہے

،مگر اُس درخت کے فرشتہ نے اُسے کہا
یہی واحد راستہ تھا"
"!کہ تُو ایک بڑا درخت بن سکے

پس اے عزیزو! جب تم نے اپنی ملکیت کھو دی، جب بینک دیوالیہ ہو گیا، جب تم نے اپنے دوست کو کھو دیا، جب تیری ماں وفات پا گئی، یا شاید جب بدنامی کے باعث تیری عزت جاتی رہی، تو یہ محض وہ درخت گرایا جانا تھا تاکہ وہ پودا بڑھ سکے، جو بصورتِ دیگر نشوونما نہ پا سکتا تھا۔ تم شاید یہ سمجھو کہ فطرت کی تربیت سخت اور بے رحم ہے۔ آہ! خیر، خداوند تمہیں اپنی رائے رکھنے دیتا ہے، اگر تم چاہو تو اُس پر ناحق حکم لگا سکتے ہو، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وقت تمہاری عقل کو درست کر دے گا، اور تب تم ابتداء کی نسبت انتہا کو دیکھ کر اور بھی مختلف طور پر سوچو گے۔ تم اب زیادہ دانائی سے فیصلہ کرو گے جب تمہارا ایمان عمل میں آئے گا۔ تب تم بھی بُت پرستی سے ایسی ہی نفرت کرو گے جیسے مسیح کرتا ہے، اور شکر گزاری کے ساتھ تعجب کرو گے کہ یہ سب تم سے چھین لیا گیا۔

مجھے یہ یاد دلاتا ہے جو روتھر فورڈ نے لیڈی ایرسکن سے کہا جب اُس کا شوہر وفات پا گیا: "اے بی بی صاحبہ! یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کو تمہاری محبت کی بڑی قدر ہے، کیونکہ وہ اسے پورے طور پر لینا چاہتا ہے۔ اُس نے اُنہیں لے لیا جو اس محبت میں شریک ہو سکتے تھے، اور اُس نے فرمایا، 'میں اسے پورا لے لوں گا! میں نے اسے قیمت دے کر خریدا ہے اور میں اسے لے کر رہوں گا۔'" شاید مالک نے ہم میں سے بعض کے ساتھ بھی یہی کیا ہے، یا کرے گا، تاکہ وہ ہمارے پورے دل کو اپنے لیے حاصل کر لے۔

اب عملی نتیجہ یہ نکالیں کہ ہماری غیرت مسیح کے لیے قبر کی مانند سخت ہو۔ کیا کوئی ایسی چیز ہے جو ہمارے دل کو کامل طور پر مسیح کی محبت سے روکے ہوئے ہے؟ اُسے فوراً ترک کر دیں! کیا تم کسی ایسی عادت میں مبتلا ہو جو تمہیں یسوع کے قریب ہونے سے باز رکھتی ہے؟ کیا کوئی ایسا محبوب گناہ ہے جو تمہاری اُس کے ساتھ رفاقت کو داغدار کرتا ہے؟ کیا کوئی ایسا معمول ہے جو بذاتِ خود شاید معافی کے لائق ہو، مگر جس کا انجام نقصان دہ ہو سکتا ہے؟ اُسے ترک کر دو! جو مسیح کی خاطر غریب ہے، وہ سب سے دولت مند آدمیوں سے بھی زیادہ مالدار ہے، اور جو مسیح کی خاطر کسی لذت کو چھوڑ دیتا ہے، وہ اُس ترک کرنے میں ایسی خوشی پاتا ہے جو اُس لذت میں ہرگز نہ ہوتی۔

شاید تم کسی ایسی سچائی کے قائل ہونے کو ٹالتے رہے ہو، جسے اگر قبول کرتے تو کسی قربانی کی ضرورت ہوتی، اس لیے تم نے تذبذب میں اُس سے نظریں چرا لیں۔ میں جانتا ہوں کہ آج بہت سے مسیحی ایسے مقام پر کھڑے ہیں جسے وہ جائز قرار نہیں دے سکتے، مگر وہ کہتے ہیں کہ "ہمیں راہ سجھائی نہیں دیتی، ہم کیا کریں؟"

اب اے پیارو! اپنے دل سے پوچھو، کیا خداوند یسوع مسیح اس قابل نہیں کہ ہم اُس کے لیے سادہ، مکمل، اور بلاجھجک فرمانبرداری اختیار کریں؟ "ہاں" اگر تمہارا جواب ہے، تو اُس کے تابع ہو جاؤ اور دعا کرو کہ آج کے دن سے تمہاری غیرت ہر اُس چیز پر ہو جو کسی بھی صورت تمہیں تمہارے مالک سے دور کرنے کا باعث بنے۔ اوہ! کیسی خوشگوار زندگی! کیسی!

اب اے میرے پیارے سامعین! تم میں سے بعض ایسے ہیں جن کا اس میراث میں کوئی حصہ نہیں، جسے ہم ہر ملکیت سے بڑھ کر جانتے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ تمہیں اس میں شامل کرے! اوہ! اگر تمہیں اس زندگی میں مسیح کی محبت نہیں، تو اگلی زندگی میں تمہارے لیے کیا ہوگا؟ سبوا اُس خوفناک عدالت اور قہر و غضب کے جس کی آگ شعلہ زن ہوگی؟ مگر یسوع پر ایمان رکھو، یسوع پر ایمان رکھو، اور تم نجات پاؤ گے! اور جب تم نجات پا جاؤ گے، تو تم اُس سے محبت کرو گے، اور جب تم اُس سے محبت کرو گے، تو تم ہر اُس چیز کے لیے غیرت رکھو گے جو تمہیں اُس سے جدا کرے۔ پھر تم آخری وقت میں اُس کے ساتھ اُس دیس میں ہو گے جہاں شک و شبہ داخل نہیں ہو سکتا، اور جہاں غیرت کی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ یوں تم ہمیشہ ہمیشہ خداوند

!کے ساتھ رہو گے۔ آمین